[redacted]

آہ! مولانا محمد رمضان یوسف سلفی رحمہ اللہ

حافظ محمد حسان سعید

مورخ اہل حدیث، ذہبی دوراں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمہ اللہ (۲۲۔دسمبر ۲۰۱۵ء) کو ہم سے بچھڑے ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان کے سوانح نگار اور بہترین دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب بھی ہم کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے۔

اناللہ و انا الیہ راجعون

۷۔دسمبر ۲۰۱۶ء کو مغرب کی نماز کے فوراً بعد حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب مدرس جامعہ سلفیہ وایڈیٹر ترجمان الحدیث کا راقم کو ٹیلی فون آیا اور یہ اندوہناک خبر سنائی کہ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔یزدانی صاحب نے جب یہ افسوس ناک خبر سنائی تو اس وقت رانا شفیق خاں پسروری صاحب اور ڈاکٹر رانا تنویر قاسم صاحب (پروفیسر ۔یونیورسٹی آف انجینئر نگ اینڈ ٹیکنالوجی) گھر میں تشریف فرما تھے۔ہمارے لیے یہ خبر نا قابل یقین تھی۔اس لیے کہ وفات سے صرف دو دن قبل ۵۔دسمبر ۲۰۱۶ء کو راقم کی ان سے ٹیلی فون پر طویل گفتگو ہوئی۔جس میں مولانا کی نئی کتاب ''فاتح قادیان، سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری'' (اس کتاب کو مکتبہ رحمانیہ، سیالکوٹ نے بہترین انداز سے شائع کیا ہے) پر حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب کا تبصرہ زیر بحث رہا۔ دوران گفتگو فرمایا کہ میں نے ''محفل دانش منداں'' (یہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی مختلف مذہبی، علمی، ادبی اور سیاسی شخصیات کے سوانحی خاکوں کا مجموعہ ہے، جو ان کی وفات کے بعد'' محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ'' نے شائع کی ہے۔) پر تبصرہ کر کے صحیفہ اہل حدیث (کراچی) کے دفتر بھیج دیا ہے جو آئندہ شمارے میں شائع ہوگا۔ والد گرامی سعید احمد بھٹی (برادر صغیر مولانا محمد اسحاق بھٹی) نے صحت کے بارے پوچھا تو فرمانے لگے کہ دو دن سے

گردے میں درد کی وجہ سے دکان پر نہیں جا سکا اور شاید تین چار دن مزید نہ جاسکوں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر شخص جو اس دنیا میں آیا اس نے ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا سے رخصت ہونا ہے لیکن بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے دنیا سے رخصت ہونے پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ انھی شخصیات میں ایک شخصیت ہمارے ممدوح مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب تھے۔

مولانا ۴۔ دسمبر ۱۹۶۷ء (۲۔ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ) کو لائل پور کے قریب چک نمبر ۲۶۸ ر۔ ب پکی پنڈوری میں پیدا ہوئے۔ ابھی پانچویں جماعت میں ہی تھے کہ ان کے والد محمد یوسف ۱۳۔ دسمبر ۱۹۷۹ء کو وفات پا گئے۔ والد کی وفات کے بعد گھر کے حالات یکسر تبدیل ہو گئے۔ اس لیے انھیں تعلیم چھوڑنا پڑی اور نٹ بولٹ بنانے والے کارخانے میں ملازمت کرنے لگے۔ اسی اثناء میں تین سال ایک ہوزری میں اونی مفلر بھی بنائے۔

سلفی صاحب رحمہ اللہ کے ان مختصر حالات زندگی کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ان معنوں میں ''مولانا'' نہیں تھے جن معنوں میں یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن چوں کہ ان کی تحریری سرگرمیوں کا دائرہ کار خاصا وسیع تھا اور اس کے ساتھ پندرہ روزہ ''صحیفہ اہل حدیث'' (کراچی) کی مجلس ادارت کے رکن اور ماہنامہ ''صدائے ہوش'' کے ایڈیٹر بھی تھے اس لیے ان کے نام کے ساتھ ''مولانا'' نام کا حصہ بن گیا تھا۔

مولانا کی تحریری کاوشیں درج ذیل ہیں:

۱۔ چار اللہ کے ولی (اس کتاب میں مولانا عبدالوہاب دہلوی، مولانا حافظ عبدالستار دہلوی، مولانا عبدالغفار سلفی اور مولانا عبدالجلیل جھنگوی کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔)

۲۔ عقیدہ ختم نبوت میں علمائے اہل حدیث کی خدمات

۳۔ فاتح قادیان، سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری

۴۔ مولانا محمد ادریس ہاشمی اور ان کی خدمات

۵۔ ڈاکٹر عبدالواحد نومسلم

۶۔ تذکرہ علماے جماعت غرباء اہل حدیث

۷۔ مسنون دعائیں

۸۔ مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی (حیات وخدمات)

اس کے علاوہ اندرون وبیرون ملک جماعت کے مختلف رسائل میں وقتاً فوقتاً آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔

مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمہ اللہ نے ''گلستان حدیث'' میں ان کی حیات وخدمات پر ایک مضمون لکھا ہے۔ (ص ۷۶۵۔۷۶۸) جس میں ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے۔

> ''میانہ قد، مناسب خدوخال، خوش اخلاق، مہمان نواز، اہل علم کے قدردان اور ہم ذوق لوگوں سے میل ملاقات رکھنے والے یہ ہیں ہمارے دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی۔''

راقم کی سلفی صاحبؒ سے آخری بالمشافہ ملاقات تو مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحبؒ کے جنازے کے موقع پر گاؤں (۵۳۔گ۔ب ڈھیسیاں، منصور پور، جڑانوالہ، فیصل آباد) میں ہوئی تھی۔لیکن اس کے بعد تقریباً ہر ہفتے ٹیلی فون پر گفتگو ہوتی اور مختلف علمی معاملات میں ہماری بہترین رہنمائی فرماتے۔ ''محفل دانش منداں'' کا مطالعہ کرنے کے بعد کئی بار ٹیلی فون کیا اور ہر بار حوصلہ بڑھایا۔ فرماتے: حسان! آپ نے کتاب کی پروف ریڈنگ بہت اچھی کی ہے۔جس سے ہمیں بہت حوصلہ ملتا اور مزید کام کی طرف رغبت ہوتی۔

راقم کو دو دفعہ فیصل آباد میں ان کی دکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ایک دفعہ کئی سال قبل مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے ساتھ گیا تھا۔سلفی صاحب نے کئی مشترکہ دوستوں کو اپنی دکان پر ہی دعوت دے دی تھی، ہم نے دوپہر کا کھانا وہیں کھایا تھا۔اس مجلس میں ہم صرف سامع کی حیثیت سے شامل تھے۔دوسری دفعہ دو سال قبل مجھے کسی کام کے سلسلے میں فیصل آباد جانا ہوا۔کام مکمل کر کے ان کی دکان پر چلا گیا۔بہت محبت سے پیش آئے۔

کافی دیران سے ملاقات جاری رہی۔ راقم نے عرض کیا آپ کو تحریر کا شوق کیسے پیدا ہوا؟ فرمانے لگے جب میں نے بھٹی صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا تو میں ان کے اسلوب تحریر سے بہت متاثر ہوا، تب میں نے فیصلہ کیا کہ میں بھی جماعت کی مختلف علمی و دینی شخصیات پر ہی لکھوں گا اور آج الحمدللہ یہی میرا موضوع ہے۔ ازراہِ مزاح فرمانے لگے مولانا محمد اسحاق بھٹی تو اپنے آپ کو ''قلم کا مزدور'' کہتے ہیں، جب کہ میں تو ''مزدور کا قلم'' ہوں۔

مولانا سلفی صاحب کئی مرتبہ ہمارے گھر تشریف لائے۔ عام طور پر ان کے ساتھ علی ارشد چودھری صاحب ہوتے تھے اور اکثر رات کو ہمارے گھر ہی ٹھہرتے۔ رات گئے تک مختلف علمی موضوعات پر گفتگو ہوتی، اس دوران چائے کے کئی دور بھی چلتے۔

علی ارشد چودھری صاحب (وفات: ۱۷ فروری ۲۰۰۹ء) بھی اللہ کو پیارے ہو گئے، مولانا بھٹی صاحب بھی اور اب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب بھی۔

کانٹے چھوڑ گئی آندھی
لے گئی اچھے اچھے پھول

حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب نے ان کی زندگی میں ان کی آخری طبع شدہ کتاب (فاتح قادیان، سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ) پر ''ترجمان الحدیث'' میں جو تبصرہ کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جماعت اہل حدیث کو ان کی کتنی ضرورت تھی اور جماعت کے علماء و فضلاء نے ان سے کیا کیا امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ یزدانی صاحب لکھتے ہیں:

> ''حضرت سلفی صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں کہ قارئین ان کی تصانیف اور جماعتی رسائل و جرائد میں اندرون و بیرون ملک ان کے مضامین پڑھ کر ان کے نام اور کام سے بخوبی واقف ہیں۔ میں تو صرف اتنا عرض کروں گا کہ برصغیر کی تاریخ

میں مسلک اہل حدیث کی تاریخ کے حوالے سے جو خدمات مورخ اہل حدیث ذہبی دوراں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمہ اللہ نے سرانجام دی ہیں ان کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔اب صدیوں بعد کوئی ''محمد اسحاق بھٹی'' پیدا ہوگا، مولانا بھٹی کی وفات کے بعد ان کے اسلوب تحریر اور عادات واطوار کا پرتو برادرم محترم جناب محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ ہیں، اب جماعت کی نظران پر ہے۔اللہ تعالیٰ انھیں صحت وسلامتی کے ساتھ بھرپور زندگی عطا فرمائے کہ وہ مسلک اور جماعت کی خدمت کریں اور حضرت بھٹی صاحب رحمہ اللہ نے جس کام کو جہاں چھوڑا تھا وہ اس کو آگے بڑھائیں اور اللہ تعالیٰ حاسدین کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین۔''

یہ ایک حقیقت ہے مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے کئی ایک مجالس میں یہ بات کہی تھی کہ بعض دوست مجھے یہ کہتے ہیں آپ کے اور مولانا رمضان یوسف سلفی کے اسلوب تحریر میں بالکل فرق نہیں ہے اگر مولانا سلفی کی کتب میں ان کے نام کی جگہ آپ کا نام درج کر دیا جائے تو قاری بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے آپ کی کتاب ہی سمجھیں گے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے ۸۔دسمبر ۲۰۱۶ء کو صبح دس بجے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں مولانا کے عزیز واقارب سمیت جامعہ سلفیہ کے اساتذہ اور طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب کی زندگی ان تمام لوگوں کے لیے ایک بہترین مشعل راہ ہے جو ہر وقت وسائل کی کمی کا رونا روتے رہتے ہیں۔مولانا نے اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو علمائے کرام کے حالات مرتب کرنے میں صرف کیا۔جو قیامت کے دن ان کی بخشش کا ساماں بنیں گے۔ان شاء اللہ۔

مولانا نے سوگواران میں بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔دعا ہے اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت میں الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔آمین

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه